بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے پہلے بطور، تمہید کے یہ بات سمجھنی چاہئے کہ نفلی صدقہ کرنا اللہ ﷻ کو بڑا پسند ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے، اب سوال یہ ہے کہ آیا نفلی صدقات میں کوئی خاص چیز صدقہ کرنے کا حکم یا کسی خاص چیز کی ممانعت قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہے تو قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام اشیاء کے علاوہ اب چاہے وہ حرام مال کسی بھی طرح کا ہو مثلاً سودی مال، چوری کا مال، رشوت کا مال وغیرہ ذلک ان کو صدقہ کرنے کی ممانعت ہے باقی اس کے علاوہ کوئی خاص چیز صدقہ کرنے کی تلقین یا ممانعت وارد نہیں ہوئی ہے۔

صدقہ کی تعریف: علامہ جمال الدین ابن منظور رحمہ اللہ نے صدقہ کی تعریف یوں فرمائی ہے۔" والصَّدَقة :مَا تصَدَّقْت بِهِ عَلَى الْفُقَرَاءِ .والصَّدَقة :مَا أَعطيته فِي ذَاتِ اللَّهِ لِلْفُقَرَاءِ "۔[1]

ترجمہ: صدقہ وہ ہے جو فقراء پر کیا جائے، اور صدقہ وہ ہے جو اللہ ﷻ کی ذات کے لئے فقراء کو دیا جائے۔

صدقہ کی تین قسم ہیں۔

(۱)صدقاتِ مادیہ

(۲)صدقاتِ معنویہ

(۳)صدقاتِ جاریہ

صدقاتِ مادیہ جیسے اموال، کھانے، پینے، جانوروں اور وہ چیز جس سے مادی حسی طور نفع اُٹھایا جائے۔

---

[1] لسان العرب: ۱۰/ ۱۹۶

صدقاتِ معنویہ جیسے مسلمان بھائی کو دیکھ کر مسکرانا، اچھی بات کرنا وغیرہ۔

صدقاتِ جاریہ وہ صدقات ہیں جس کا فائدہ انسان کے انتقال کے بعد بھی اس کو ملتا رہے جیسے مسجد و مدرسہ بنانا، کنواں کھودوانا، علم سکھانا وغیرہ۔

اب ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ آج کل ایک بات کہی جا رہی ہے کہ بکرا صدقہ کرنا کہاں سے آگیا اور گویا بکرا وغیرہ صدقہ کرنے کو بُرا سمجھا جا رہا ہے، ہم اپنی اس تحقیق میں چند دلائل کا ذکر کریں گے جس سے ثابت ہو گا کہ بکرا وغیرہ صدقہ کرنا مشروع ہے۔

نوٹ: بکرا سے مراد صرف بکرا نہیں ہے بلکہ مندرجہ ذیل مراد ہے۔

بکرا، بکری، گائے، بھینس، اونٹ، دنبہ وغیرہ۔

قرآن کریم سے مینڈھا صدقہ کرنے کا ثبوت:

سب سے پہلے جس کا صدقہ قبول کیا گیا وہ ہابیل تھا اور اس سے مینڈھا قبول کیا گیا چنانچہ اللہ ﷻ کا ارشاد مبارک ہے کہ" فَتُقُبِّلَ مِن أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الآخَرِ "۔[۲]

ترجمہ: اُن میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔

حضرت ہابیل نے مینڈھا قربانی میں پیش کیا تھا۔[۳]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں بھی بکرا، مینڈھا وغیرہ کا صدقہ کرنا درست ہے۔

---

[۲] سورۃ المائدۃ:۲۷

[۳] تفصیل کے تفسیر ابن کثیر سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۲۷ دیکھئے

اشکال کا جواب: یہاں یہ کوئی اشکال نہ کرے کہ یہاں تو قربانی مراد ہے صدقہ مراد نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے یہاں قربانی مراد ہو نہیں سکتی کیونکہ قربانی کی مشروعیت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی جیسا کہ وارد ہوا ہے۔

فائدہ: جب امم ماضیہ میں سے کوئی حکم حلت یا حرمت ہو اور قرآنِ کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ بیان فرمادیں تو اس کی مشروعیت اس امت میں بھی ہوتی ہے کمافی کتب اصول الفقہ۔

احادیث سے ثبوت:

(۱) عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا بَقِيَ مِنْهَا؟قَالَتْ :مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلاَّ كَتِفُهَا قَالَ: بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا۔[۴]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بکری ذبح کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے ارشاد فرمایا کہ اُس میں سے کیا بچا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صرف اس کے شانہ بچاہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب بچ گیا سوائے شانہ کے۔

اس حدیث شریف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکری کا صدقہ کرنے ثبوت ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال وجواب کرنا اور اس کو برقرار رکھنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بکری وغیرہ صدقہ کرنا بدعت نہیں ہے۔

(۲)” انَّ رَسولَ اللهِ ﷺ لم يكُنْ يُسأَلُ شيئًا على الإسلامِ إلَّا أعطاه، قال: فأتاه رَجُلٌ فسأله ، فأمَرَ له بشَاءٍ كثيرٍ بين جَبَلينِ، مِن شاءِ الصَّدَقةِ قال: فرَجَع إلى قَومِه، فقال: يا قومِ أسْلِموا فإنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يُعطي عطاءَ مَن لا يخشى الفاقةَ “۔[۵]

---

[۴] سنن ترمذی: ۴/ ۲۵۵

[۵] نیل الاوطار: ۴/ ۱۹۸

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے نام پر جب بھی سوال کیا جاتا تھا تو آپ ﷺ ضرور عطا فرماتے تھے، پس ایک آدمی آیا اور سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کے لئے صدقہ کی بکریوں میں سے دو پہاڑوں کے درمیان بکری دینے کا حکم دیا پس وہ اپنی اپنی قوم کے پاس لوٹا اور کہا اے میری قوم! اسلام قبول کرلو، کیونکہ حضرت محمد ﷺ اتنا عطا فرماتے ہیں کسی کو فاقہ کا خوف نہیں رہتا ہے۔

اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہو رہی ہے۔

(۱) آپ ﷺ کے پاس صدقہ کی بکریاں ہوتی تھی۔

(۲) آپ ﷺ نے صدقہ میں مالِ غنیمت میں سے بکری صدقہ کی نہ کہ کھانے پینے کی اشیاء صدقہ کی۔

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ صدقہ میں بکری دینا مشروع ہے نہ کہ بدعت ہے۔

(۳)"عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لقد تداولت سبعة أبيات رأس شاة يؤثر به بعضهم بعضًا، وإن كلهم لمحتاج إليه، حتى رجع إلى البيت الذي خرج منه"۔[٦]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بکری کا سر سات گھروں میں گھومتا رہا اور ہر ایک نے اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دی حالانکہ سب کو اس کی ضرورت تھی یہاں تک کہ وہ بکری کا سر جس گھر سے گیا تھا وہی واپس آگیا۔

یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔

اس روایت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بکری صدقہ کرنے کا ثبوت ہو رہا ہے۔

ان تین روایات پر اکتفاء کرتا ہوں باقی تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل کتب دیکھی جاسکتی ہے۔

(۱) مسند احمد ۳/۱۰۷-۱۰۸

---

[٦] اخرجہ الطبري، تهذيب الآثار، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (۲۰۰)(۱/۱۲۱)

(۲)مجمع الزوائد:۵/۳۱

(۳)البدایۃ:۶/۱۲۰

(۴)طبقات ابنِ سعد:۳/۳۱۵

(۵)منتخب الکنز:۴/۳۸۷

(۶)منتخب الکنز:۴/۳۹۸

اعتراض کا جواب: اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جانور کی قربانی صرف عید الاضحیٰ میں مشروع ہے باقی اس کے علاوہ مشروع نہیں ہے اور وہاں پر جان کے بدلے جان میں عقیدہ بھی خراب ہوتا ہے۔

اس کے کئی جوابات ہیں چند ایک ذکر کرتا ہوں۔

(۱) بکرا زندیا ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرنا اس کی مشروعیت مندرجہ بالا گفتگو سے واضح ہے۔

(۲) جان کے بدلے جان کی جو بات کہی جاتی ہے تو یہ بات ہی غلط ہے، کیونکہ بکرا وغیرہ جو دیا جاتا ہے وہ صدقہ کی مد میں دیا جاتا ہے اور صدقہ کی مشروعت قرآن وحدیث سے ہے اور قرآن وحدیث میں کوئی خاص قسم کے صدقہ کرنے کا حکم یا کسی خاص قسم کے صدقہ کو منع کرنے کا ثبوت نہیں ملتا ہے تو اب اس سے منع کرنا یا اس کو بدعت کہنا کیونکر درست ہو گا؟

(۳) جس طرح مریض کی طرف سے یا مال میں برکت ہو جائے تو صدقہ کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف سے بھی مریض کا علاج صدقہ سے کرنے کا ثبوت ہے تو اگر کوئی بکرا صدقہ کرنے کے ذریعہ علاج کرتا ہے جیسا کہ نقد رقم دے کر بھی کیا جاتا ہے تو پھر اس کے بدعت ہونے کہ کیا وجہ ہوئی یا اس کے ممانعت کی کیا وجہ ہوئی؟ کیا جو نقد رقم دے کر مریض کی طرف سے بطورِ علاج کے دیتا ہے تو کیا اس پر بھی جان کے بدلے پیسے کا حکم نافذ کیا جائے گا؟

خلاصہ: یہ نکلا کہ بکرا وغیرہ صدقہ کرنا بطورِ علاج یا مریض سے بیماری یا وبا دور کرنے کی نیت سے ہوتا ہے اور اس کی مشروعیت کا ثبوت ہے لہذا اس کو بدعت کہنا یا غلط کہنا یا منع کرنا کسی بھی طرح سے درست نہیں ہے۔

اللہ ﷻ ہم سب کو صحیح معنوں میں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

کتبہ

عبد الوہاب حسن غفرلہ ولوالدیہ

۱۸/ذوالحجہ/۱۴۴۲ھ بمطابق ۲۹/جولائی/۲۰۲۱ء